

کھیل کود کے بین الاقوامی نقصانات اور ہماری نئی نسل

از: مولانا توحید عالم قاسمی

استاذ دارالعلوم/ دیوبند

معلم انسانیت حضرت نبی اکرم ﷺ نے کھیل، کود اور لہو و لعب کے تعلق سے ایک ضابطہ بیان فرمایا: كُلُّ مَا يَلْهُوُ بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمِيَهُ بِقَوْسِهِ وَتَادِيَهُ فَرَسَهُ وَمُلَا عَبْتَهُ امْرَأَتَهُ فَإِنَّهُمْ مِنَ الْحَقِّ. (سنن ترمذی) ہر وہ لہو و لعب جس میں مسلمان مشغول ہو باطل و ناجائز ہے، صرف اس کا تیر اندازی کرنا، گھوڑ سواری کرنا اور اپنی اہلیہ اور بیوی سے دل لگی کرنا؛ کیونکہ یہ امور جائز اور مباح ہیں۔ اسی روایت کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں بھی ذکر کیا ہے، جس کی تشریح میں شارح ابو داؤد علامہ خطاب فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے جن کھیلوں کا استنہار فرمایا ہے، ان میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کھیل جن سے حق میں تعاون اور مدد ملتی ہو وہ جائز ہیں، جیسے ہتھیار چلانا سیکھنا، دوڑنا وغیرہ ان کو انسان ورزش کے طور پر کرتا ہے اور ان سے بدن میں طاقت آتی ہے اور دشمن کے مقابلہ میں مدد ملتی ہے۔

مذکورہ کھیلوں کے علاوہ کام چوروں کے کھیل، مثلاً زرد، شطرنج اور کبوتر بازی وغیرہ ان سے کسی طرح بھی حق میں تعاون نہیں ملتا ہے اور نہ ہی ان سے کسی واجب کی ادائیگی میں انبساط پیدا ہوتا ہے؛ چنانچہ یہ سب ممنوع ہیں اور ان کی شریعت میں اجازت نہیں۔ (معالم السنن للخطابی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر اپنی چادر سے میرے لیے پردہ کر لیتے تھے، جبشی لوگ مسجد نبوی میں اپنے ہتھیاروں سے کھیلتے تھے، میں اس کو دیکھتی اور جب تک سیر ہو کر ہٹ نہ جاتی رسول اللہ ﷺ میرے لیے کھڑے رہتے تھے، آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجھ جیسی کم سن اور کم عمر لڑکی کھیل کی شوقین کتنی دیر تک تماشا دیکھتی ہوگی۔ (مسلم شریف ج ۲، ص ۶۰۹)

امام بغوی شارح مسلم حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہتھیاروں کا کھیل مثلاً بندوق کی گولی، تیر کا نشانہ، بانک اور پٹہ وغیرہ جہاد کی نیت سے مسجد میں سیکھنا اور کھیلنا جائز ہے، اگر عورتیں مردوں کے ایسے کھیل دیکھیں تو جائز ہے، بشرطیکہ مردوں کی نظر عورتوں پر نہ پڑے اور اگر عورت کی نگاہ کسی اجنبی پر شہوت سے پڑے تو بالاتفاق حرام ہے۔ (عصر حاضر کے نوجوان ص ۵۲)

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: بعض لوگ غم غلط کرنے والی چیزوں میں مشغول ہو جاتے ہیں، جیسے شطرنج، کبوتر بازی، ٹیئر بازی اور جانوروں کو لڑانا وغیرہ انسان جب ان چیزوں میں مشغول ہوتا ہے تو اس کو کھانے، پینے کی خبر نہیں رہتی؛ بلکہ بسا اوقات پیشاب رو کے بیٹھا رہتا ہے اور وہاں سے نہیں ملتا، پھر اگر ایسی چیزوں میں مشغول رہنے کا دستور ہو جائے تو یہ لوگ تمام شہر والوں پر بوجھ بن جائیں گے، اور اپنی جان کی ان کو خبر نہ رہے گی؛ اس لیے ان مشاغل سے منع کر دیا جائے۔ (المصالح العقلیۃ للأحكام النقلیۃ ص ۳۲۶، ۳۲۷)

عالمی منظر نامہ:

حالاتِ حاضرہ پر نظر رکھنے والے اور بین الاقوامی منظر نامے کو چشم بصیرت سے دیکھنے والے حضرات خوب جانتے ہیں کہ دورِ حاضر میں مختلف قسم کے کھیل مروج ہیں، مثلاً کرکٹ، ہاکی، ٹینس، بیبل ٹینس، بیڈمنٹن، باکسنگ، والی بال، فٹ بال، واسکٹ بال، گولف، بھاگ دوڑ، کبڈی، نشانہ بازی، شطرنج، کبوتر بازی، پتنگ بازی، تاش بازی، کیرم بورڈ اور لوڈو وغیرہ، مذکورہ کھیلوں میں سے اکثر کھیل نہ ورزش سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ جسمانی طاقت و قوت اور دماغی صلاحیت و اہلیت میں اضافہ کا سبب اور ذریعہ بنتے ہیں، اسی لیے وہ مفید ہونے کے بجائے نوعِ بنوع کے نقصانات کا وسیلہ ثابت ہوتے ہیں؛ کیونکہ اب عالمی سطح پر ان کھیلوں کو ترقی اور فروغ دینے کے اسباب و وسائل اور ذرائع اختیار کیے جاتے ہیں اور بے تحاشہ دولت لٹائی جاتی ہے، حکومتیں تمام ضرورتوں اور اہم کاموں کو پس پشت ڈال کر کھیلوں کا انعقاد کرتی ہیں اور پوری دنیا سے کام چوروں (کھلاڑیوں) کو اپنے اپنے ملک میں خصوصی دعوت دے کر مدعو کرتی ہیں، ان کو اعزاز دیا جاتا ہے، اہم اور اعلیٰ حکام کے برابر حفاظت (سیکورٹی) کرنے والے افراد مہیا کرائے جاتے ہیں، نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ امریکہ کے علاوہ تمام ممالک میں جس طرح تعلیم، صحت، زراعت، توانائی، خارجی امور، داخلی امور اور دفاعی معاملات وغیرہ ضروری کاموں اور اہم

اہم امور و معاملات کے لیے وزارتیں اور محکمے تجویز ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح کھیل، کود کے لیے بھی وزارت اور مستقل محکمہ کا تعین عمل میں آتا ہے، اور جس طرح دوسری وزارتیں سالانہ اپنا بجٹ منظور کراتی ہیں، اسی طرح وزارت کھیل کو بھی اپنا سالانہ بجٹ پاس کراتی ہے، ہر چھوٹا، بڑا ملک اس بیہودہ اور لالچینی بلکہ تباہ کن اور برباد کنندہ عمل یعنی کھیل پر ہر سال اربوں اور کھربوں ڈالر صرف کرتا ہے؛ جبکہ ان ممالک میں بہت سے ملک ایسے بھی ہوتے ہیں، جن کے باشندوں کی اکثریت خطِ افلاس اور غربی کی ریکھا سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اور ایک بڑی تعداد ایسے خاندانوں کی ہوتی ہے جو پیٹ بھر کھانا اور صاف پانی جیسی بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہیں اور سر چھپانے کے لیے چھت نہیں؛ بلکہ کھلے آسمان کے نیچے گرمی، سردی کے سخت موسم میں رات و دن گزر، بسر کرنے پر مجبور ہیں، تعلیم یا معیاری زندگی کا کوئی بھی تصور اُن کے لیے محال و ناممکن ہے؛ لیکن اربابِ حکومت اور سرمایہ دار طبقہ کو کبھی بھی ان پس ماندہ؛ بلکہ در ماندہ افراد کی فکر لاحق نہیں ہوتی۔ اگر فکر ہوتی ہے تو بین الاقوامی کھیلوں کے انعقاد کی، دوسرے ممالک کے کھلاڑیوں کو اپنے ملک میں بلا کر کھیل کرانے کی اور اپنے ملک کے پیشہ ور کھلاڑیوں کو دوسرے ملکوں میں بھیج کر کھلانے کی، جس کے لیے اُن کے پاس اربوں ڈالر اور کھربوں روپے موجود ہی نہیں؛ بلکہ زائد از ضرورت ہوتے ہیں، کبھی کھیلوں کے لیے میدان اور کھیل گاہ (اسٹیڈیم) تیار کرنے، کرانے پر کروڑوں کی مقدار میں روپیہ صرف ہوتا ہے تو کبھی میڈیا اور ذرائع ابلاغ سے کھیلوں کی تشہیر و اعلانات پر بے پناہ دولت بہائی جاتی ہے، آج کھلاڑیوں کی ٹریننگ اور تیاری پر ملک و ملت کا قیمتی سرمایہ صرف ہورہا ہے، تو کل کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات اور اعزازات کی شکل میں خطیر رقم تقسیم کی جاتی ہے۔

نقصانات:

بین الاقوامی اور عالمی منظر نامہ کا بغور مطالعہ کرنے سے درج ذیل نقصانات سامنے

آتے ہیں:

(۱) وقت کا ضیاع: وقت سب سے قیمتی سرمایہ ہے اور وہ ان کھیلوں کی نحوست سے مہینوں

کے حساب سے برباد اور ضائع ہوتا ہے۔

(۲) تعلیمی انحطاط: کھیلوں کے انعقاد وغیرہ مسائل عام طور پر یہود و نصاریٰ کے قبضہ میں

ہیں وہ مشرقی اور بالخصوص برصغیر (ایشیا) میں ایسے وقت کا انتخاب کرتے ہیں جو عین امتحان یا

امتحان کے قریب تر ہو، پس تمام نوجوان اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو چھوڑ کر تمام تر دلچسپی کھیل میں لیتے ہیں جس کا براہ راست اثر تعلیم اور اس کے نتیجے پر پڑنا بدیہی امر ہے۔

(۳) اقتصادی زبوں حالی: سال کے اکثر حصے میں کھیل کسی نہ کسی صورت میں ہوتے رہتے ہیں اور تجارت پیشہ افراد اسی طرح ملازمین و مزدور حضرات کھیلوں کے اس قدر دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں کہ اپنے کاروبار اور ملازمت وغیرہ پر پوری توجہ نہیں دے پاتے، پس بزنس مین لوگوں کی تجارت ٹھپ ہو جاتی ہے اور ملازمین کی ملازمت خطرے میں پڑ جاتی ہے؛ چنانچہ اقتصادی اور معاشی حالت مضبوط و مستحکم ہونے کے بجائے کمزور سے کمزور تر ہو جاتی ہے۔

(۴) ملک و ملت کی پستی: موجودہ دور سائنس و ٹکنالوجی اور نئی ایجادات و اختراعات کا ہے، مغرب اس سلسلہ میں بازی مار چکا ہے اور ایشیائی ممالک ذہنی اور دماغی اعتبار سے مغرب سے دو ہاتھ آگے ہی ہیں؛ لیکن قوم کا کریم اور مکھن نوجوان طبقہ ہوتا ہے، وہی قوم کو ثریا پر لے جا سکتا ہے اور وہی تختی اللہ میں بھی ڈھکیل سکتا ہے، جب نوجوانوں کو کھیل، کود اور لہو و لعب میں مست کر دیا تو اس سے ایجادات و اختراعات کی توقع رکھنا فضول ہے؛ اسی لیے ایشیائی ملکوں میں اس نوع کی ترقیات صفر کے درجہ میں ہیں۔

(۵) مذہب بیزاری: عصر حاضر کا نوجوان دین و مذہب سے دور کا بھی تعلق رکھنے کے لیے تیار نہیں ہے، دینی گھرانوں میں پیدا ہونے والا نوجوان بھی ضروریات دین سے مکمل واقف نہیں ہے کہ نہ غسل کے فرائض اور اس کا طریقہ معلوم ہے اور نہ غسل واجب کرنے والی چیزیں معلوم ہیں، اسی طرح نہ وضو اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہے، نہ زکوٰۃ اور فریضہ حج کا علم ہے، اور جب علم ہی نہیں، تو عمل کا تو پوچھنا ہی کیا؟ اور جو نوجوان بے دین گھرانوں میں پیدا ہوئے ہیں ان کا حال تو ایسا ہے کہ بس ان کا اللہ ہی حافظ ہے، کفریہ کلمات و اعمال تک کی پرواہ نہیں کرتے۔

(۶) عزم و حوصلہ کا فقدان: جب جدوجہد اور محنت و مشقت سے کبھی واسطہ نہیں پڑتا تو جسم میں طاقت و قوت مفقوج ہو جاتی ہے، پس جہد مسلسل یا عمل پیہم کی اگر کبھی نوبت آ جاتی ہے تو نوجوان ہمت بھٹانے میں ناکام ثابت ہوتا ہے اور نتیجتاً راہ فرار اختیار کر لیتا ہے۔

(۷) فکر و تدبر کی کمی: ذہن و دماغ خدا کی دی ہوئی ایسی بے بدل اور بے نظیر دولت ہے کہ جتنا استعمال کرو بڑھتی ہے اور اسی دولت عظمیٰ کے ذریعہ انسان تمام مخلوقات خدا سے بہتر اور اعلیٰ

واشرف کہلانے کا حقدار ہے، پھر اسی دماغ کو بروائے کار لا کر یہ مٹی کا پتلہ ہر شے سے اپنے نفع اور فائدہ کے اجزاء حاصل کر لیتا ہے اور اس کے ضرر رساں مادے سے اجتناب کرتا ہے؛ لیکن یہ دولت اگر استعمال نہ کی جائے تو صاحبِ دماغ اپنی ذہنی صلاحیت و لیاقت سے محروم ہو جاتا ہے، پھر وہ فکر و تدبیر اور سوچنے یا احساس کرنے کے لائق بھی نہیں رہتا، عصر حاضر کا نوجوان اس کی زندہ مثال ہے۔

(۸) بے راہ روی: کھیل، کود اور لہو و لعب کو جب اس درجہ ترقی ہو جائے کہ وہ معیوب کے بجائے ہنرمندی باور کیا جانے لگے تو اُس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس سے وابستہ افراد اور بالخصوص نوجویز بچے خود کو باکمال تصور کر کے اپنے مستقبل کے فیصلے خود کریں گے، اپنے بڑوں کو بے وقوف اور پاگل سمجھیں گے، ان کی نافرمانیوں پر اُتر آئیں گے پھر انسانیت سے گھرے ہوئے عادات و اخلاق میں گرفتار ہو جائیں گے اور بے راہ روی اور اخلاقی پستی کی دلدل میں پھنس جائیں گے۔

(۹) مال و دولت کی بربادی: کھیلوں پر ایک طرف تو حکومتیں بارش کی طرح دولت برساتی ہیں اور دوسری طرف عوام بھی خیر رقم صرف کرتے ہیں، غیر ملکی اسفار کرنا اور ہوٹلوں میں قیام کرنا پھر خود کھیل گاہ کے داخلہ کا ٹکٹ یہ سب بڑی رقم کے صرفے ہیں اور بعض کھیل تو بہت ہی مہنگے ہوتے ہیں جو متوسط طبقہ کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔

(۱۰) فحاشی اور عریانیت: وہ کھیل جن میں صرف مرد کھیلتے ہیں ان میں بھی وقفہ وقفہ سے نیم برہنہ عورتوں کا میدان میں آنا جانا اور ناچنا ڈانس کرنا شروع ہوتا جا رہا ہے، اسی طرح دیکھنے والوں میں مرد و عورت کا اختلاط ہوتا ہے؛ کیونکہ نشست گاہیں مشترک ہوتی ہیں اور جن کھیلوں میں عورتیں کھیلتی ہیں، ان میں تو عریانیت ناقابل بیان ہے اور رفتہ رفتہ تمام کھیلوں میں عورتوں کو گھسیٹا جا رہا ہے اور عورتیں ناقصات العقول ہوتی ہی ہیں وہ خوشی خوشی آزادی نسواں کا نعرہ لگا کر میدان میں کود جاتی ہیں اور مرد وحشی ان کے لیے جیسا بھی چاہیں، لباس مقرر کر دیں، وہ بخوشی اسی کو قبول کر لیتی ہیں اور اپنے مستور بدن کی برملا نمائش کرتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

راہنما خطوط اور چند مشورے:

(۱) بین الاقوامی قائدین اور ملک کے اربابِ حل و عقد اور لیڈر حضرات اس سلسلہ میں پیش قدمی کریں اور آگے آئیں کہ تمام غیر مفید، لالیعی اور مضر کھیلوں کو رواج و ترقی دینے کے بجائے ان پر رکاوٹ اور پابندی عائد کریں، ایسے کھیلوں سے وابستہ افراد کی حوصلہ افزائی نہ ہو؛ بلکہ ملک

ملت کے تابناک اور روشن مستقبل کو تاریک کرنے کی پاداش میں جواب دہ بنایا جائے اور کھیلوں سے متعلق تمام اکیڈمیوں اور تنظیموں کا مالی تعاون بند کر کے انکار جسٹیشن رد کیا جائے تاکہ قوم کا سرمایہ اور ملک کا مستقبل (نوجوان طبقہ) تباہ و برباد ہونے سے محفوظ ہو جائے۔

(۲) ملکی حکومتیں اور ریاستی سرکاریں اپنے زیر انتظام اور زیر نگرانی ایسے کھیل اور کود کو بڑھاوا دینے کی سعی کریں جو جسمانی صحت اور دماغی بالیدگی میں معاون ثابت ہوں مثلاً ہتھیار چلانا سیکھنا، ہتھیار بنانے کی تربیت دینا، گھوڑ سواری کرنا، دورِ حاضر میں پائی جانے والی گاڑیاں چلانا سیکھنا، کشتیاں کرانا، کبڈی کھیلنا اور بھاگنا دوڑنا وغیرہ یہ تمام اور ان جیسے کھیلوں سے جسم میں طاقت و قوت پیدا ہوتی ہے اور ذہن و دماغ میں وسعت اور کشادگی آتی ہے، اسی لیے حدیث شریف اور قرآن کریم سے بھی اس طریقہ کے کھیلوں کی اجازت ہی معلوم نہیں ہوتی؛ بلکہ خاص خاص موقعوں پر یہ امور باعثِ اجر و ثواب ہو جاتے ہیں؛ البتہ ان کھیلوں پر بھی بے دریغ اور بے تحاشہ دولت لٹانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے، کفایت شعاری کے ساتھ پیسہ صرف کیا جائے، کھلاڑیوں کے اعزازات و انعامات بھی محدود ہوں جو صرف حوصلہ افزائی ہی ہوں، ایسا نہ ہو کہ پیسے کی ریل پیل کو دیکھ کر نادان لوگ ان کھیلوں کو بھی مقصد حیات بنالیں۔

(۳) والدین اپنے نونہالوں کی مکمل نگہداشت رکھیں بالخصوص مسلمان والدین؛ کیوں کہ اس عمر میں اگر بچوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ انجام سے بے خبر اور نتیجہ کی پرواہ کیے بغیر اپنی منزل طے کر لیتے ہیں، اس لیے والدین کو چاہیے کہ ایسا وقت آنے سے پہلے ہی ان کی نگرانی کریں اور بُرے معاشرے اور غلط سوسائٹی کی بھینٹ چڑھنے سے قبل ہی اپنے جگر گوشوں کی بود و باش، نشست و برخاست اور خلوت و جلوت پر نظر رکھیں۔ آپ کا نو نظر کہاں جاتا ہے؟ کیا کرتا ہے؟ کس کے ساتھ رہتا ہے؟ اور کس کے پاس آمد و رفت رکھتا ہے؟ ان تمام امور پر نظر رکھنے کا اہتمام ضرور کریں؛ کیوں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ادب سکھلانے کی فضیلت بیان فرمائی ہے، ارشاد نبوی ہے:

ما نحل والدًا و ولدًا أفضلَ من أدبِ حسنٍ (ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۹۵۲)

کوئی باپ اپنی اولاد کو اچھے ادب سے افضل اور بہتر تحفہ نہیں دے سکتا۔

(۴) بچوں کے شعور کی حد کو پہنچنے سے قبل ہی ان کی دماغی اور ذہنی تربیت شروع ہو جانی چاہیے، جس طرح ان کی خورد و نوش کی اشیاء اور چیزوں میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ایسی

چیزیں ہی کھلائی، پلائی جائیں جو دماغی بالیدگی اور ذہنی افتادگی میں معاون ثابت ہوں اور ایسی اشیاء سے اجتناب برتا جاتا ہے جو ذہن و دماغ اور صحت جسمانی کے لیے مُضر اور نقصان دہ ہوں، اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ ان کو کھیل وغیرہ میں ایسے کھیلوں کا عادی بنایا جائے جو جسم انسانی کے کسی بھی حصے اور جزہ کو نقصان دینے کے بجائے ذہنی وسعت اور دماغی ترقی کے لیے مفید ہوں۔

(۵) عقل و شعور کی حد شروع ہوتے ہی بچوں کے دلوں کی سادہ اور صاف تختی پر دنیا کی بے فائدہ اور نقصان دہ باتوں کے ثبوت ہونے سے پیشتر والدین اور مَرَبِّی حضرات اللہ اور رسول اللہ، ایمان و اسلام، دین و مذہب اور عقائد و اعمال سے متعلق ابتدائی باتوں سے ان کے قلوب کو مَوْحِد اور مسلمان بنادیں، مثلاً اللہ ایک ہے، وہی عبادت کے لائق ہے، ہمیں اور پوری دنیا کو اسی نے پیدا کیا، وہی نفع و نقصان کا مالک ہے، وہی زندگی دیتا ہے، وہی مارتا ہے، محمد ﷺ اللہ کے رسول اور نبی ہیں، محمد اور احمد دونوں اُن کے نام ہیں، آپ سب سے آخری نبی ہیں، آپ کے والد کا نام عبد اللہ، ماں کا نام آمنہ ہے، دودھ پلانے والی والدہ کا نام حلیمہ سعدیہ ہے، دادا، چچا، پھوپھیاں، بیٹی، بیویاں فلاں فلاں ہیں، عمر مبارک یہ ہوئی، کہاں پیدا ہوئے؟ مدفون کونسے شہر میں ہیں؟ اسلام کیسے پھیلا؟ اسلام کے چھ کلمے، ایمان مفصل، ایمان مجمل، نماز اور اس کا طریقہ، وضو کے فرائض اور اس کا طریقہ، غسل کے فرائض اور اس کا طریقہ، حج، روزہ اور زکوٰۃ سے تعلق رکھنے والی عام فہم باتیں بار بار بتائی جائیں۔ اسی طرح وہ مسنون دعائیں جو ہر وقت کام آتی رہتی ہیں، جیسے کھانے سے پہلے اور بعد کی دعا، ہر کام کے شروع کرنے کی دعا، مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا، سونے سے پہلے اور اٹھنے کے بعد کی دعا، بیت الخلاء میں جانے اور باہر نکلنے کی دعا، وغیرہ بھی ضرور یاد کرانی چاہئیں۔

(۶) اولاد کو پڑھانے، لکھانے کا شوق سبھی والدین کو ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے؛ لیکن مسلمان ہونے کی وجہ سے کچھ تقاضے بھی ہوتے ہیں جن کی رعایت کرنا اسلامی فریضہ ہے: (۱) یہ ہے کہ اگر آپ اپنی اولاد کو دینی علوم کے علاوہ دنیاوی اور عصری علوم میں ڈگریاں دلانا چاہتے ہیں تو دین و مذہب آپ کو روکتا نہیں، بس اتنا تقاضا رکھتا ہے کہ آپ بچوں کو ایسے ادارے میں داخل کریں، جس میں اسلام اور شریعت محمدیہ کے خلاف مضامین شامل درس اور داخل نصاب نہ ہوں، اسی طرح اس ادارے میں کوئی عمل ایسا ضروری نہ ہو جو اسلامی روح اور دینی مزاج کے منافی ہو

(۲) اگر آپ اپنے بچوں کو حافظ قرآن اور عالم دین نہ بھی بنا سکیں تو اتنا ضرور کر لیں کہ آپ کے بچے قرآن کریم صحیح ادائیگی کے ساتھ دیکھ کر پڑھ لیں اور سوہ لیسین، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ کہف اور آخری پارہ حفظ کر لیں۔

(۷) بچے اور بچیاں جب سات سال کے ہو جائیں تو نماز، روزہ کی عادت ڈالنے کے لیے نماز پڑھنے کا حکم کیا جائے اور بچوں کو باپ ساتھ لے کر مسجد جائے اور بچیوں کو ماں اپنے ساتھ گھر کی چہاردیواری میں نماز پڑھائے اور رمضان شریف آئے تو روزہ رکھوایا جائے، دس سال کی عمر میں نماز، روزہ میں کوتاہی کرنے پر تنبیہ کی جائے اور ہلکی پھلکی پٹائی بھی کی جائے؛ تاکہ تادیب ہو جائے اور آئندہ ایسی جسارت نہ کریں۔

(۸) بچوں کے کھیل، کود، سیر و تفریح، رہنے سہنے میں والدین اس بات پر ضرور توجہ رکھیں کہ دس سال عمر ہونے کے بعد بچوں اور بچیوں کو مخلوط نہ رہنے دیں، کھیل ہو تو بھی بچے اور لڑکے علیحدہ کھیل کھیلیں اور بچیاں بالکل الگ اپنا کھیل اختیار کریں، سیر و تفریح میں دونوں جنس ساتھ نہ ہوں حتیٰ کہ حصولِ تعلیم و تربیت کے لیے بھی درسگاہ اور کلاس میں اختلاط نہ ہو؛ کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس سال کی عمر میں لڑکے اور لڑکیوں کے بستر علیحدہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، اسی حدیث نبوی سے علماء کرام نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ تعلیمی اداروں میں دس سال سے پہلے پہلے بچے اور بچیاں مخلوط پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن اس کے بعد نہیں پھر خطرات شروع ہو جاتے ہیں پس والدین اس اسلامی ضابطہ پر عمل کریں کہ اسلام ایسا صاف، ستھر ادین ہے جو بے راہ روی سے بچاتا ہی نہیں؛ بلکہ بے راہ روی کے راستے ہی بند کر دیتا ہے۔

(۹) والدین اگر یہ خواہش اور تمنا رکھتے ہوں کہ ہماری اولاد کسی لائق بنیں اور ہر میدان میں بازی ماریں، دین و دنیا دونوں اعتبار سے فائق ہوں اور ان کا مستقبل روشن و تابناک ہو تو والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنے گھر کا ماحول مہذب و شائستہ بنائیں اور ماحول و معاشرے کی تہذیب و شائستگی کے لیے چند چیزوں سے گھر کو صاف کرنا اور ان کی آلائشوں اور گندگیوں سے گھر کو دھونا ہوگا، جیسے ٹی وی، وی سی آر، سی ڈی، ڈی سی، ڈی جے، ریڈیو، ٹیپ وغیرہ جب تک گھر کے کسی بھی گوشے اور کنارے میں یہ بائیں موجود ہوں گی، اُس گھر میں سُدھارنا ممکن ہے، اسی طرح موبائل، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے دائرے بھی محدود کرنے ہوں گے۔ ان تینوں کے استعمال میں والدین خود بھی محتاط رہیں، یعنی بے جا اور بے ضرورت بالکل استعمال نہ کریں، اسی طرح اپنے

نوہما لوں کو ان سے حتی الوسع دور رکھیں، بقدر ضرورت سکھانے میں اور استفادہ کی حد تک استعمال کرنے میں مضائقہ نہیں؛ لیکن فوائد اور ثمرات کے کھول اور لباس میں بے شمار نقصانات مضر اور پوشیدہ ہیں، اُن سے بچانا ضروری ہے۔ نیز بچوں کی تربیت میں اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہمارا نوجوان بچہ غیر محرم عورتوں بالخصوص نوعمر بچیوں سے دور رہے، کسی صورت بھی عورتوں اور لڑکیوں سے قربت پیدا نہ ہو، نہ وہ دوسروں کے گھر آمد و رفت رکھے اور نہ دوسرے گھروں کی لڑکیاں آپ کے گھر آمد و رفت پیدا کریں اور نہ گھر کے باہر لڑکیوں سے اس کا کوئی تعلق اور راہ و رسم پیدا ہو، اسی طرح اپنی بچی پر سخت نظر اور توجہ رکھنے کی ضرورت ہے؛ کیونکہ اس وقت کی لاپرواہی اور بے توجہی والدین کو خون کے آنسو لادیتی ہے، پھر بعد میں والدین چاروناچار جوان العمر بچوں اور بچیوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) نوجوان بچوں کو دینی ماحول اور اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ اور قریب تر کرنے کی حد درجہ جدوجہد اور مفید سعی کرنی چاہیے کہ سیرت نبوی، اسلامی تاریخ، صحابہ کے واقعات، بزرگان دین کے قصے اور مفید و ناصحانہ ملفوظات وغیرہ کی کتابیں خود بھی گھر میں گاہ بگاہ پڑھتے رہنا چاہیے اور بچوں کو تاکید کے ساتھ کہہ کر پڑھوائیں اور جوان ہونے کے بعد ان کی شادی میں تاخیر نہ کریں؛ کیونکہ شادی میں تاخیر بھی جوان لڑکوں اور لڑکیوں میں غلط راستہ اختیار کرنے میں تحریک پیدا کرتی ہے اور اس کا گناہ اور وبال باپ پر ہوتا ہے؛ کیوں کہ حدیث نبوی ہے:

مَنْ وُلِدَ وَلَدٌ فَلْيَحْسِنْ اِسْمَهُ وَاَدْبَهُ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاَصَاب

اِثْمًا فَاِنَّما اِثْمُهٗ عَلٰى اَبِيْهِ (شعب الایمان للبیہقی)

(حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ اس کا اچھا سا نام رکھے، اس کی اچھی تربیت کرے اور جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے، پس اگر بالغ ہونے کے بعد اس نے اس کی شادی نہیں کی اور وہ کسی گناہ میں مبتلا ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا)

